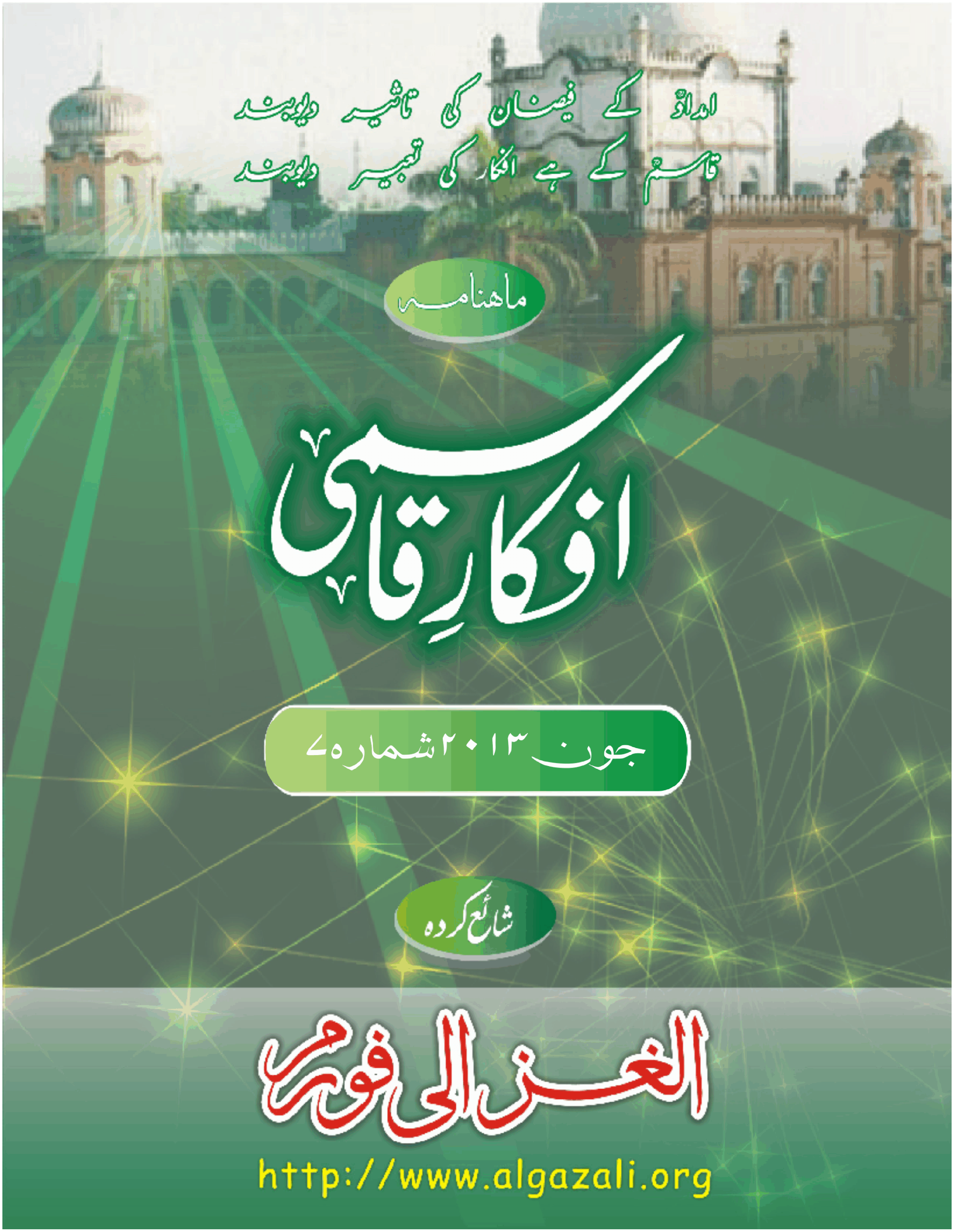

امدادؒ کے فیضان کی تاثیر دیوبند
قاسمؒ کے ہے افکار کی تعبیر دیوبند
ماهنامہ
افکارِ قاسمی
جون ۲۰۱۳ شمارہ ۷
شائع کردہ
الغزالی فورم
http://www.algazali.org

فہرست مضامین

میگزین ٹیم

نگراں: مولانا احمد قاسمی صاحب

مدیر: محمد داوٗد الرحمن علی صاحب

مدیر تحریر: مفتی ناصر الدین مظاہری

پی ڈی ایف پبلشر: پیامبر صاحب

پوسٹر عامر محمد

پروف ریڈر: محمد ذیشان نصر صاحب

مدیر شعبہ خواتین: بنت حواء صاحبہ

زیر سرپرستی:

حضرت مولانا مبارک علی مظاہر صاحب

حضرت مولانا محمد عارف صاحب حلیمی

صدر جمعیۃ علماء ہند مولا ارشد مدنی کا خطاب: بنیاباغ، بنارس/ اپریل2013ء

(ادارہ)

ملک کی ۲۵ کروڑ مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں، ظلم وزیادتیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے صدر جمعیۃ علماء ہند مولانا ارشد مدنی نے مرکز اور صوبائی حکومتوں کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ ملک کی سلامتی کے لئے اصل دہشت گردوں کی گرفتاری اور بے گناہوں کی رہائی یقینی بنائی جائے مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ملک کی فرقہ پرست طاقتیں دہشت گردی کو فروغ دے رہی ہیں اور حکومتیں سب کچھ جانتے ہوئے بے گناہ مسلم نوجوانوں کو گرفتار کررہی ہیں جس کے سبب ملک کا امن وامان خطرہ میں پڑگیا، میں پورے یقین کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں اور آج بھی کہہ رہا ہوں کہ ملک کا مسلمان دہشت گرد نہیں ہے، بلکہ دہشت گرد وہ طاقتیں ہیں جو ملک کو ہندو اسٹیٹ بنانے کا خواب دیکھ رہی ہے، اس لئے ہم حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسی طاقتوں کے خلاف سخت کاروائی کی جائے۔

جمیعۃ علماء شہر بنارس کے زیر اہتمام" منعقدہ پروانچل تاریخ ساز کانفرنس کے عظیم الشان اجلاس سے پچاسوں ہزار فرزندان توحید کو خطاب کرتے ہوئے مولانا ارشد مدنی صدر جمیعۃ علماء ہند نے کہا کہ ملک کے وزیر داخلہ سشیل کمار شنڈے نے کانگریس کے جے پور اجلاس میں بھگوا دہشت گردوں کو بے نقاب کیا، ان کی اس بات میں صداقت ہے کہ بی جے پی ہو یا آر ایس ایس یہ بگوا دہشت گردی کو فروغ دینے کیلئے دہشت گردی کے کیمپ چلاتی ہیں، کیونکہ خود وزارت داخلہ کے سکریٹری نے اپنے وزیر موصوف کے بیان کی تائید میں بھگوا دہشت گردوں کی ایک پوری فہرست جاری کی، لیکن نہ جانے کیوں ملک میں جہاں دہشت گردانہ دھماکہ ہوتے ہیں، بے گناہ مسلمانوں کو گرفتار کیا جاتا ہے، جس کے سبب اصل گنہگار کھلے عام گھومتے رہتے ہیں اور نئے نئے منصوبے بناتے ہیں، مولانا مدنی نے کہا کہ میں بار بار یہ بات کہتا ہوں کہ حکومتیں خوف سے نہیں، بلکہ عدل وانصاف سے چلتی ہیں اور جو حکومتیں عدل وانصاف سے کام نہیں لیتیں وہ مٹ جاتی ہیں۔

صدر جمیعۃ نے کہا کہ ۲۰۱۴ء میں ہونے والے عام انتخابات میں ملک کے مسلمان حکومتوں کے عدل وانصاف کو رائے دہی کا پیمانہ بنائیں گے، اس لئے میں صوبہ کی سماجوادی حکومت اور مرکزی یو پی اے حکومت سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے انتخابی منشور میں کئے گئے وعدوں پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں کے ساتھ حق وانصاف کا معاملہ کریں، انہوں نے کہا کہ یہ سچ ہے کہ کانگریس اور سماجوادی کی حکومتوں کے ذریعہ مسلمانوں کو کچھ راحت پہنچائی جارہی ہے، کچھ مثبت اقدامات کئے جارہے ہیں، لیکن مسلمانوں میں پائے جانے والے خوف ودہشت کو دور کرنے کیلئے کوئی عملی اقدامات نہیں کئے جارہے ہیں، جس کی وجہ سے ملت اسلامیہ ہند میں غم وغصہ کے ساتھ ساتھ بے چینی بھی پائی جارہی ہے، انہوں نے کہا کہ جمعیۃ علماء ہند کا مطالبہ ہے کہ بے گناہ مسلمانوں کو جلد از جلد رہا کیا جائے اور بے گناہ مسلمانوں کی ہونے والی گرفتاریوں پر قدغن لگائی جائے، انہوں نے کہا کہ دس دس پندرہ پندرہ سال سے بے گناہ مسلم نوجوان جیلوں میں بند ہیں، جن کے خلاف اب تک نہ چارج شیٹ داخل کی گئی اور نہ ہی ان کے مقدمات شروع ہوسکے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ نوجوانوں کے ۷/فٹ لمبے اور ۴/فٹ چوڑے قید خانے میں ۲۳/گھنٹوں رکھا جاتا ہے، جہاں سورج کی روشنی کا گزر نہیں، ایسی قید وبند کی زندگی کے

سبب نوجوانوں کا دماغی توازن بگڑ رہا ہے اوران کی زندگیاں تباہ ہورہی ہیں،انہوں نے کہا کہ سماجوادی پارٹی کی حکومت نے اپنے منشور میں وعدہ کیا تھا کہ اقتدار میں آنے کے بعد دہشت گردی کے الزام میں جیلوں میں قید بے قصور مسلم نوجوانوں کی رہا کرے گی، جب بھی پولیس کے خلاف کاروائی کی بات آتی ہے تو حکومت یہ کہتی ہے کہ اس سے پولیس کا مورل ڈاؤن ہوگا۔

سوال یہ ہے کہ حکومت کو پولیس کے مورل کی فکر ہے،لیکن ملک کے ۲۵ / کروڑ مسلمانوں کی زندگی کی فکر نہیں ہے۔جبکہ اقتدار میں بیٹھے سیاستدانوں کو اس بات کا اندازہ ہے کہ ملک کے ۲۵ / کروڑ مسلمانوں کونظرانداز کرکے ملک کی ترقی ممکن نہیں ہے۔

انہوں نے کہا کہ سماجوادی پارٹی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ دسٹرک اتھارٹی کوفسادات کا ذمہ دار بنانے کا قانون بنائے گی،لیکن اقتدار میں آنے کے ایک سال مکمل ہونے کے باوجود اس پرعمل نہیں کیا گیا،جس کی وجہ سے صوبہ میں فرقہ پرستوں کے حوصلے بلند ہیں،یوپی حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ مسلمانوں کو ۱۸ / فیصد ریزرویشن دیا جائے گالیکن ابھی تک ایک فیصد ریزرویشن بھی نہیں دیا گیا۔

مولانا ارشد مدنی نے کہا کہ مرکز کی طرح ریاستی حکومت بھی اپنے وعدہ پرعمل نہیں کررہی ہے،انہوں نے کہا کہ حکومتوں کے اس رویہ جمعیۃ علماء ہند یہ مطلب نکالنے پر مجبور ہے کہ مسلمانوں کا خون ناحق بہتا رہے گا،دکانیں لٹتی اور جلتی رہیں گی،جائدادیں برباد ہوتی رہیں گی،ظالم آزاد گھومتے رہیں گے،لیکن قانون نہیں بنایا جائے گا۔فرقہ پرستوں کی طرف سے پوری مسلم قوم کو دہشت گرد بنا کر پیش کیا جاتا رہے گا،دراصل دہشت گرد ارباب سیاست کی چادر میں چھپ کر ملک کی چولیں ڈھیلی کرتے رہیں گے،امن کو آگ لگاتے رہیں گے،مسلم نوجوان جیلوں میں سڑتے رہیں گے،ماں باپ روتے اور راندھے ہوتے رہیں گے،اورحکومت خاموش تماشائی بنی رہے گی،لیکن یادرہے کہ یہ صورتحال ملک کی سلامتی کے لئے نہایت خطرناک ہے،اس لئے حکومتوں کو ظالموں اور ملک دشمنوں کے خلاف کاروائی کرنی چاہئے،اس موقع پر مولانا سید ارشد مدنی نے مالیگاؤں،اجمیر شریف،مکہ مسجد،پونہ،حیدرآباد وغیرہ میں ہوئے میں ہوئے دھماکوں کوتفصیل بیان کرتے ہوئے اس میں شامل بھگوا دہشت گردوں کی ایک طویل فہرست بھی پیش کی

(بشکریہ ریاض الجنۃ مئی ۲۰۱۳ء) ۔

درس قرآن (احمد قاسمی)

ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید

اور کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک نگراں مقرر ہے۔

یعنی انسان کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکالتا جس کو یہ نگراں فرشتہ محفوظ نہ کر لیتا ہو، حضرت حسن بصریؒ اور قتادہ نے فرمایا یہ فرشتے اس کا ایک ایک لفظ لکھتے ہیں، خواہ اس میں کوئی گناہ یا ثواب ہو یا نہ ہو، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ صرف وہ کلمات لکھے جاتے ہیں جن پر کوئی ثواب یا عتاب ہو، ابن کثیرؒ نے یہ دونوں قول نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ آیت قرآن کے عموم سے پہلی ہی کی ترجیح معلوم ہوتی ہے، کہ ہر ہر لفظ لکھا جاتا ہے۔ پھر علی بن ابی طلحہ کی ایک روایت ابن عباس ہی سے ایسی نقل فرمائی جس میں یہ دونوں قول جمع ہو جاتے ہیں اس روایت میں یہ ہے کہ پہلے تو ہر کلمہ لکھا جاتا ہے، خواہ گناہ وثواب اس میں ہو یا نہ ہو، مگر ہفتہ میں جمعرات کے روز اس پر فرشتے نظر ثانی کر کے صرف وہ رکھ لیتے ہیں جن میں ثواب یا عتاب ہو یعنی خیر یا شر ہو، باقی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

امام احمد نے حضرت بلال بن حارث مزنی سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! انسان بعض اوقات کوئی کلمہ خیر بولتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، مگر یہ اس کو معمولی بات سمجھ کر بولتا ہے، اس کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ اس کا ثواب کہاں تک پہونچا، کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنی رضائے دائمی قیامت تک لکھ دیتے ہیں اس طرح انسان کوئی کلمہ اللہ کی ناراضی کا (معمولی سمجھ کر) زبان سے نکال دیتا ہے اس کو گمان نہیں ہوتا کہ اس کا گناہ کا وبال کہاں تک پہونچے گا، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص سے اپنی دائمی ناراضی قیامت تک کے لئے لکھ دیتے ہیں (ابن کثیر)

تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت تین قول مرقوم ہیں (۱) وہ ہر چیز لکھتے ہیں یہاں تک مرض کی انین بھی (۲) کہ وہ بات لکھتے ہیں جس میں اجر یا گناہ ہوتا ہے (۳) فرشتے اس سے الگ نہیں ہوتے سوائے دو حالتوں کے۔ (۱) پیشاب (۲) پاخانہ۔

تفسیر درمنثور میں ہے امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حذیفہ بن یمان سے یہ بیان نقل کیا ہے کہ کلام کے دروازے ہیں جب ان سے نکل آئے تو لکھ دی جاتی ہے اور جب تک باہر نہ نکلے وہ نہیں لکھی جاتی۔ بول، حلق کا کوا۔ اور دو جبڑے اور دو ہونٹ۔

امام منذر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابن آدم (انسان) جو بات بھی کرتا ہے وہ لکھ دی جاتی ہے۔ حتی کہ اس کا اپنی بیماری کی حالت میں کراہنا بھی (لکھ دیا جاتا ہے)

امام ابن شیبہ امام احمد نے الزہد میں اور حکیم ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن ذر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلا شبہ اللہ تعالیٰ ہر بات کرنے والے کی زبان کے پاس ہے۔ لہذا بندے کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور جو کچھ وہ کہہ رہا ہے اس میں خوب غور وفکر کر لینا چاہئے۔

درس حدیث (مرض اور جنت)

احمد قاسمی

نت نئے امراض کی زیادتی بیشک گناہوں کی کثرت کا سبب ہیں ۔کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے شائد ہم (امت مسلمہ) سے زیادہ نافرمان امت روے زمین پر دوسری کوئی نہیں ۔

ہم جیسے گناہ گار تو خیر کسی گنتی میں نہیں وہ اللہ والے جو شب و روز طاعت الٰہی میں مصروف ہیں جن کے تقوی امانت و دیانت راستبازی، نیکوکاری، حق گوئی و بیباکی، خشئیت الٰہی مسلم ہے کبھی کبھی ان پاکیزہ نفوس کو کسی مہلک بیماری میں دیکھ کر ذہن الجھنے لگتا ہے یہ اللہ والے ہیں اللہ کے دوست اور اس کے چہیتے ہیں ایک عامیانہ تصور یہ ہے کہ شدید بیماری کا شکار ہونے والا کسی شدید مجرمانہ افعال کا مرتکب ہوا ہے اسی وجہ سے غالباً یہ قہر الٰہی میں آگیا ہے ۔جبکہ حقیقت حال اس کے برعکس ہے بیماری و ابتلا بھی مسلم امہ کیلئے بڑی نعمت اور باعث اجر وثواب ہے ۔جناب محمد عربی ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ جسکو عذاب میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اس کو صحت و تندرستی، عیش و عشرت، مال و دولت کی شکل میں اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ خالی ہاتھ میرے پاس آتا ہے ۔نیز فرمایا جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو اس کے پاس یہ دیکھنے کیلئے بھیجتا ہے کہ میرا بندہ مرض میں کیا کہتا ہے ۔مومن بندہ کو اللہ کی تعریف کرتے ہوئے دیکھ کر فرشتے عرض کرتے ہیں الٰہی آپ کا بندہ بیماری و تکلیف میں آپ کی تعریف کر رہا ہے حکم ہوتا ہے میرے بندہ سے کہہ دو اگر اس مرض میں وہ مر گیا تو سیدھا جنت میں جائے گا اور اگر صحت یاب ہو گیا تو اس گوشت سے بہتر گوشت اور اس خون سے بہتر خون دوں گا اور اس کے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔

ایک دفعہ کسی کے سوال کے جواب میں پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا! یہ بیماریاں اور ”تکلیفیں مسلمان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں“ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کیا معمولی تکلیفیں بھی، ارشاد فرمایا۔۔۔! چھوٹی چھوٹی تکلیفیں تو کیا، مسلمان کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو وہ بھی کفارہ سیات بن جاتا ہے“ یہ سنتے ہی جوش ایمان سے بے ساختہ یہ دعا زبان پر جاری ہوگئی“ الٰہی میں ہمیشہ بخار میں مبتلا رہوں‘ مگر نماز باجماعت، حج، عمرہ اور جہاد کے قابل رہوں‘ یہ دعا فوراً قبول ہوگئی، اس کے بعد آپ کو ہر وقت خفیف سی حرارت رہتی تھی، غالباً اسی وجہ سے آپ کے مزاج میں قدرے حدت پیدا ہوگئی تھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہوتے ہیں ۔حضور ﷺ کو بخار تھا، ہاتھ چھو کر کہنے لگے آپ ﷺ کو بہت شدید بخار ہے فرمایا ہاں! دو آدمیوں کے برابر ہے ۔کیا اس لئے آپ کو اجر بھی سب سے زیادہ ملے گا؟ فرمایا ہاں! اس کے بعد فرمایا جو مسلمان بھی بیماری و مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اس سے اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے (پت جھڑ کے وقت) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے تمہارا پروردگار فرماتا ہے اپنی عزت و جلال کی قسم میں کسی بندہ پر رحم فرمانا چاہتا ہوں تو اس کو مختلف امراض و مصائب میں مبتلا کر دیتا ہوں تا کہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں پھر بھی باقی رہ جاتے ہیں تو موت کی سختی ذریعہ معاف کر دیتا ہوں تا کہ وہ بندہ گناہوں سے پاک و صاف ہو کر میرے پاس آئے ۔اللھم یسر اموراٗ خرتنا و دنیانا مع الراحۃ

دستور العمل

داؤد الرحمن علی

ارشادات: حضرت حکیم الامت الشاہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ۔

وہ دستور العمل جو دلوں سے پردے اٹھاتا ہے۔ جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سُننا، دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا، تیسرے اہل اللہ کے پاس آتے جاتے رہنا، اور اگر ان کی خدمت میں، آمدورفت نہ ہو سکے، تو بجائے ان کی صحبت کے، ایسے بزرگوں کی حکایت وملفوظات ہی کا مطالعہ کر لیا کرو، یا سُن لیا کرو۔ اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو، تو یہ اصلاح قلب میں بہت ہی مُعین ہے۔ اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ قدت محاسبہ کے لیئے نکال لو، جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کیا کرو کہ:

"اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے، موت بھی آنے والی ہے، اُس وقت یہ مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے، اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو تو بخشا جائے گا۔ اور اگر گناہ زیادہ ہوئے تو تجھے جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ جو برداشت کے قابل نہیں، اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر، عمر بڑی قیمتی دولت ہے، اس کارائیگاں برباد مت کر۔ مرنے کے بعد تُو اس کی تمنا کرے گا۔ کہ کاش مَیں کچھ نیک اعمال کرلوں جس سے مغفرت ہو جائے، مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کرلے۔"

دوروزہ فقہی سمینار میں کرایہ داری، حق وراثت پر مفتیان اکرام کا اظہار خیال

احمد قاسمی

پلاٹنگ، رئیل اسٹیٹ میں زمینوں کی خرید و فروخت کی رائج بعض صورتیں کرایہ میں حق وراثت اور کرایہ داری میں ڈپازٹ جیسے آج کل کے بڑے سوالات پر دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء، جامعہ قاسمیہ مرادآباد سمیت ملک بھر کے نامور مفتیان کرام وفقہاء نے متفقہ طور پر فیصلہ کر کے ان کاروبار سے جڑے لاکھوں مسلمانوں کی شرعی رہنمائی کی ہے۔ مساجد اور اوقاف کی زمینوں پر کرایہ داروں کے ناجائز قبضے اور زمینوں کی خرید وفروخت میں غبن اور دھوکہ دہی کے عام معاملات کی وجہ سے یہ سولات کافی اہم ہو گئے تھے۔ جمعیۃ العلماء ہند کے ادارہ مباحث فقہیہ کے زیر اہتمام دوروز تک ان مسائل پر کافی بحث ومباحثہ ہوئے۔ طویل کرایہ داری میں کرایہ پر لیا گیا مکان یا دکان کرایہ دار کے مرنے کے بعد بھی ان کے ورثا کے ذریعے قبضہ جما لینے پر کئی علماء نے تشویش کا اظہار کیا۔ جمعیۃ علماء ہند کے جنرل سکریٹی مولانا محمود مدنی نے اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ طویل کرایہ داری کی وجہ سے بہت سارے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور بڑی تعداد مکان مالکوں کی ایسی ہے جن کی حق تلفی کرایے داروں کی طرف سے ہو رہی ہے لہٰذا مالک اور کرایے دار کو ایک حیثیت میں نہیں رکھا جا سکتا ہے۔

اس تناظر میں اوقاف اور مساجد کی جائدادوں کی کرایہ داری کے ساتھ ہو رہے معاملات کا حوالہ دیتے ہوئے مولانا مدنی نے مفتیان کرام سے اپیل کی کہ طویل کرایہ داری کے تحفظ حق، زیادتی اور ناانصافی کو مدنظر رکھ کر ہی کسی تجویز پر غور کریں اس پہلو پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا ابوالقاسم نعمانی، مفتی سعید احمد پالن پوری اور مولانا عتیق بستوی نے بھی یکساں طور سے تشویش کا اظہار کیا۔ ملک کے موجودہ قوانین، برٹش دور میں جاری کرایے کے حوالے سے مولانا نیاز احمد فاروقی ایڈوکیٹ نے اظہار خیال کرتے ہوئے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ برٹش حکومت نے مسلم زمین داروں اور مالکوں کو ان کی جائداد سے محروم کرنے کے لئے جو حربے اپنائے ان میں سے کرایہ داری قانون بنانے کا معاملہ ہے اس تعلق سے کئی امور زیر بحث آئے۔ مفتیوں کی طرف سے اختلافی آراء کا بھی اظہار کیا گیا۔ متفقہ طور پر رائے بنانے کے مقصد سے سات نفری کمیٹی تشکیل دی گئی۔ کرایہ داری کا مسئلہ جہاں تفصیل سے زیر بحث آیا وہیں گزشتہ نشستوں میں زیر بحث موضوعات کے سلسلے میں تشکیل کردہ کمیٹیوں نے جو تجاویز پیش کیں، وہ بھی زیر بحث آئیں۔ اس سلسلے میں ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ زمینوں کی خرید وفروخت کی رائج بعض صورتوں کے متعلق تجویز میں ان نکات کو متفقہ طور پر سامنے لا یا گیا:

(۱) اگر خریدار مقررہ مدت میں پوری قیمت ادا کر دے تو یہ عقد بلاشبہ لازم ہو جائیگا اور خریدار کے تمام تصرفات صحیح اور معتبر ہوں گے اور اس زمین سے حاصل شدہ نفع بھی اس کے لیے حلال ہوگا۔

(۲) اگر خریدار متعینہ مدت میں بائع کو قیمت ادا نہ کر سکا لیکن اس نے زمین میں کوئی تصرف بھی نہ کیا، مثلاً اس کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت نہیں کیا تو مدت مقررہ پوری ہوتے ہی سابقہ معاملہ کالعدم ہو جائیگا اور شروع میں دی گئی رقم اسے واپس کرنی ہوگی۔

(۳) البتہ اگر فریقین اس مدت توسیع کرنے پر راضی ہوں تو یہ از سر نو معاملہ سمجھا جائے گا۔

(۴) متعینہ مدت میں پوری قیمت تو ادا نہیں کی البتہ بعض قیمت ادا کر دی ہے اور اس دوران کوئی مالکانہ تصرف بھی نہیں کیا ہے تو بھی وقت گزرتے ہی یہ عقد کالعدم ہو جائے گا اور خریدار نے بائع کو جو قیمت ادا کر دی ہے وہ اسے واپس کرنی ہوگی، بائع کیلئے اسے ضبط کرنا جائز نہیں ہے۔

(۵) اگر متعینہ مدت میں پوری قیمت ادا نہیں ہوئی لیکن خریدار نے زمین میں مالکانہ تصرف کرتے ہوئے اس زمین کا کوئی حصہ دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا تو ایسی صورت میں خریدار کے تصرف کی وجہ سے یہ عقد لازم ہو جائیگا اور خریدار پر طئے شدہ باقی رقم کی ادائیگی فی الفور ضروری ہوگی، اب اگر خریدار قیمت کی ادائیگی میں ٹال متول کرے تو بائع کو اختیار ہوگا کہ وہ باقی ماندہ حصہ زمین میں سے اپنی بقیہ رقم کے بقدر زمین وصول کر لے۔

(۶) اگر کسی وجہ سے بیع اول فسخ ہوا اور اس دوران مشتری اول نے کسی تیسرے شخص سے وعدہ بیع کے ضمن میں کوئی رقم لے رکھی ہو تو صرف اسی قدر رقم واپس کرنی ہوگی جو مشتری اول نے اس سے لی ہے، اس سے زیادہ رقم لینا جائز نہیں ہے۔

(۷) چونکہ عام طور پر مقررہ وقت پر پوری قیمت ادا نہ ہونے کی صورت میں عقد لازم ماننے کی شکل میں مشتری کی طرف سے قیمت کی ادائیگی میں ٹال مٹول کا اندیشہ واقعی ہے جس میں بائع کا کھلا ہوا ضرر ہے، اس لئے شریعت کی روشنی میں اس طرح کے معاملات میں بے غبار شکل یہ ہے کہ بائع اول شروع میں مشتری کے ہاتھ بیع قطعی نہ کرے بلکہ معاملہ وعدہ بیع کے درجہ میں رکھے اور خریدار کو دلال یا وکیل سمجھے، پھر جس قدر حصہ میں آگے بیع ہوتی ہے اسی قدر اس کا نفاذ ہوتا رہے، اس صورت میں وقت پر قیمت ادا نہ ہونے کی صورت میں فساد یا لزوم کچھ نہ ہوگا اور درمیانی شخص (بلڈر وغیرہ) کو جو نفع ملے گا وہ اس کی دلالی یا وکالت کی اجرت شمار ہوگی اور عرف عام ہونے کی وجہ سے اس نفع میں جہالت مفضی الی النزاع نہ ہوگی۔

جبکہ دوسرے موجوع طویل مدتی کرایہ کے مکانوں اور دکانوں میں وراثت سے متعلق تجویز میں یہ طئے کیا گیا کہ:

(۱) کرایہ دار کو شرعی اصول کی روشنی میں حقیقی مالک کے درجہ میں نہیں رکھا جاسکتا، بلکہ وہ صرف کرایہ داری کے زمانہ میں اس ملکیت سے انتفاع کا حق رکھتا ہے بیع وشرع کا حق نہیں رکھتا۔

(۲) اگر کرایہ داری کی مدت متعین ہو تو مقررہ وقت گزرنے پر عقد اجارہ خود بخود ختم ہو جائیگا، اب یا تو مالک سے صراحتا یا دلالۃ نیا عقد کیا جائے یا مالک کے مطالبہ پر جائیداد خالی کر دی جائے اس صورت میں مالک کی مرضی کے بغیر کرایہ دار کا جبری قبضہ جائز نہیں ہے، بلکہ صریح ظلم ہے۔

(۳) طویل مدتی کرایہ داری کی وجہ سے اگر چہ کرایہ دار کو مالکانہ حقوق حاصل نہ ہوں گے لیکن بعض صورتوں جیسے پٹہ دوامی یا اس کے مشابہ میں کرایہ داروں کو حق قرار حاصل ہوگا اور مالک کو بلا کسی عذر شرعی کے معاملہ کو فسخ کرنے کا اختیار نہ ہوگا (۴) جن صورتوں میں کرایہ دار کو شرعا کرایہ داری برقرار رکھنے کا استحقاق ہو ان صورتوں میں اس کی وفات کے بعد تمام ورثاء کے حق میں یہ استحقاق رہے گا، کسی ایک وارث کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ اپنے نام کرایہ داری منتقل کرا کے دوسروں کو محروم کر دے۔

(۵) نیز اس صورت میں اگر حق اجارہ داری سے دست برداری کے بدلہ کوئی معاوضہ حاصل کیا جاتا ہے تو اس میں حسب اصول شرع تمام ورثا حق دار ہوں گے۔

کرایے داری میں ڈپازٹ سے متعلق تجویز میں کہا گیا ہے کہ (۱) کرایہ داری میں ڈپازٹ کا لین دین جائز ہے (۲) ڈپازٹ کی یہ رقم قرض ہے (۳) مالک جائیداد کے لئے ڈپازٹ کی رقم استعمال کرنا جائز ہے (۴) ڈپازٹ کی رقم کے ساتھ کرایہ میں متعارف کرایہ سے بہت بہت زیادہ کمی کل قرض جر نفعا فھو ربوٰ کے تحت داخل ہو کرنا جائز ہے (۵) ڈپازٹ کی رقم زکوٰۃ میں قرض کے سب احکام جاری ہوں گے۔

اس موقع پر فقہی اجتماع کے تناظر میں مختلف باتوں پر صدر جمیعۃ علماء ہند مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری، مولانا نعمت اللہ اعظمی، اور مفتی سعید پالن پوری نے اپنے صدارتی کلمات میں موجودہ حالات میں مسائل کے حل کی ذمے داری علماء اور مفتیان کرام کو ادا کرنی ہوگی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مصنف۔ پیامبر

دو باتیں جو اسلام میں مطلوب ہیں

(1) ذکرالٰہی۔ 2۔ فکرآخرت

دو باتیں (گمراہی سے بچنے کی)

1. کتاب اللہ 2۔ سنت رسول اللہ (موطا)

دو باتیں (عمر میں اضافہ اور گھر آباد کرنے والی)

1۔ ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا سلوک 2 صلہ رحمی (احمد عن عائشہ)

دونورانی سورتیں (قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کو بخشوانے والی)

(1 ورہ بقرہ۔ (2 سورہ آل عمران (مسلم۔عن ابوامامہ)

دو مسیح

((1 مسیح ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب((2 مسیح الدجال (عرف عام میں کانا دجال۔

دو باکمال عورتیں (اگلی امتوں کی)

(1 مریم بن عمران۔ (2 آسیہ (زوجہ فرعون)

دو باتیں (عفت کی)

((1 تم لوگوں کی عورتوں کے ساتھ عفیف رہو تمہاری عورتیں بھی عفیف رہیں گی ((2 تم اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو، تمہاری اولا دتمہارے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرے گی (درمنثور)

دو باتیں (اچھے اور برے خواب کے متعلق)

((1اگر سوتے وقت میں کوئی اچھا خواب دیکھے اور آنکھ کھل جائے تو اس پر الحمد للہ کہے۔

((2اگر کوئی برا خواب دیکھے تو اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھتکار دے یا تھوک دے اور تین مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے (حصن حصین)

دو نبی (جن کے لئے مکڑی نے جالا تنا تھا)

(1 محمد ﷺ جن کے لئے غار چور کے دروازے پر مکڑی نے جالا تنا تھا۔(2 حضرت داوٗد علیہ السلام جس غار میں جا چھپے جب کی ان کو طالوت نے قتل کا ارادہ کیا اس وقت مکڑی نے جالا تنا تھا (حیوٰۃ الحیوان)

دو پیغمبر (جن کو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی میں نبوت سے سرفراز فرمایا)

(1 حضرت یحییٰ علیہ السلام (2 حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

ذرا قرن اول کو آواز دینا۔تحریر:محمد علاء الدین ندوی (احمد قاسمی)

قسط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔1

پورا انسانیت اندھیروں کے خندق میں گر چکی تھی، یا گُم کردہ راہ ہو کر بھول بھلیوں میں غلطاں و پیچاں تھی۔ جہاں لٹیروں اور رہزنوں کی حکمرانی تھی، اور اس کی چکی میں روحِ انسانیت بے بس ولاچار ہو کر پس رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جہاں صدیوں سے۔۔۔۔۔۔۔کسی انسان" کامل" کی کوئی آواز اور قدموں کی کوئی چاپ نہیں سنی گئی، جہاں روشنی کی ہلکی سی جھلک کیلئے انسان ترس ترس کے رہ گیا تھا۔

گھٹاٹوپ تاریکی کے اس وحشت ناک ماحول میں۔۔۔۔۔۔۔جہاں علم وتحقیق کی راہیں ویران پڑی تھیں، جہاں اخلاق زنگ آلود تھے، جہاں روحانیت کو دیمک لگ گئی تھی، جہاں آگ اور خون کا سیلاب امڈ رہا تھا، جہاں انسانی قلوب پتھر سے زیادہ سرد بن گئے تھے۔۔۔۔۔ان جذامی انسانوں یا زندہ لاشوں کے پُراسرار قبرستان میں صرف چند کاہنوں کے بے ربط بول تھے اور قیافہ شناسوں کی توہم پرستیاں۔۔۔۔۔۔جہاں استحصالی قوتوں کا دور دورہ تھا، کشتیِ حیات غفلت ومدہوشی کے سمندر میں غرق تھی اور زندگی کے افق پر ابتری وانارکی کا راج تھا۔

اس بھیانک دنیا میں صرف ناقابل فہم سرگوشیاں تھیں، پرکھوں کی اجڑی اجڑی جھوٹی تصویریں اور غلط روایتیں تھیں، فساد وانتشار تھا، جمود وتعطل تھا جو صدیوں سے کائی کی طرح تہہ بہ تہہ جم گیا تھا!۔

زندگی کا کوئی شرارہ نہ تھا، الفت ومحبت کا کوئی جلوہ نہ تھا، حسن وجمال کی کوئی سوخی نہ تھی!۔

عراق، شام اور فلسطین کی سرزمینوں کیطرح سے عشق کی لو سے چراغاں کرنے والا اور آتش نمرود میں بے خطر کود پڑنے والا کوئی ابراہیم نہ تھا۔فراق وجدائی کے رنج والمنا کیوں سے تڑپنے والا کوئی بے قرار دل اور چشم گریاں نہ تھی، ہیکل سلیمانی کے سطوت وشوکت اور نور ونکہت کی کرنیں عرصہ ہوا ماند پڑ گئی تھیں، کلیم اللہ کے معجزوں کو دنیا فراموش کر چکی تھی، عیسیٰ کی تجدید موسیت کی آمد پر صدیاں بیت چکی تھیں حیات انسانی کی رہنمائی کیلئے وقتاً فوقتاً جو مشعل حق دیا جاتا رہا ایک مدت گزر گئی اس سے پردہ شب کی تیرگی وتاریکی کو چاک کرنے کی صلاحیت ختم ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔دنیا مکمل طور پر جرم وگناہ کی دلدل میں زندگی بسر کر رہی تھی، ایک عالمگیر فساد رونما تھا، جس نے خشکی وتری کو اپنے شکنجے میں کس رکھا تھا!!

آخر یہ سلسلہ شب وروز کب تک برقرار رہتا؟ ظلمتوں کی دبیز چادریں کب تک بوسیدہ نہ ہوتیں؟ کب تک انسانوں کو اس تعفن زدہ ماحول میں زندہ رہنا پڑتا؟!۔۔۔۔۔۔۔کب تک حیوانی خواہشات کی تکمیل ہوتی رہتی؟! کب تک ذہن انسانی کے لالہ زاروں پر علم وفکر کی صبح درخشاں طلوع نہ ہوتی؟! اور کب تک غیرت الٰہی کو جوش نہ آتا؟!

آخر غیرت الٰہی جوش میں آ گئی۔۔۔۔۔۔۔ہدایت انسانی کی صبح درخشاں ظہور پذیر ہو گئی!!!!!

حرا کے پربت میں آوازۂ حق بلند ہو گیا!

کفر وباطل کی زنجیروں کو پاش پاش کر دیئے جانے کا مژدہ سنایا گیا!

اب جہالت سرنگوں ہونے کو آئی!

ظلم وگناہ کے بادل چھٹنے کو آئے!

آمنہ کی کوکھ نے جس گوہر مکنون کو جنم دیا تھا، وہ دنیائے انسانیت کا دریتیم بن گیا!

ایک تجلی نے سارے حراء کو جگمگا دیا، اور ایک سوز نورانی نے ساری فضا کو زیر وبم کر دیا!

ایک انقلاب آفریں اور روح پرور پیغام ازلی نے حیات انسانی کی رگ وریشے میں مقدس جذبات کی رو دوڑا دی!

شعور ووجدان میں مسرت وآگہی کا نغمہ چھیڑ دیا!

قلب شکستہ میں امید ورجائیت کی شمع جلا دی!

عقل میں توازن، فکر میں جلا اور قلب میں حسن وسرور کی لے چھیڑ دی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور زندگی میں حرکت اور تب وتاب جاودانی کی آرزو پیدا کر دی ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔۔۔۔۔۔ ایسا دور جو صحیح معنوں میں تاریخ ساز بھی ہے اور عہد آفریں بھی!

انسان کے اندر کا انسان جاگ گیا اور پورے طور پر اندر سے بدلنے کیلئے تیار ہو گیا!

ظلم کے اندھیارے پیٹھ پھیر کر بھاگے!

زار ونزار دنیا کے زخموں کی ٹیس ختم ہونے لگیں!

صدیوں کے توہمات ٹوٹنے لگے ۔۔۔۔۔ اور لا الہ الا اللہ کا انقلاب آفریں نعرہ نعرۂ باطل کیلئے جوابی نعرہ بن گیا!

اس کائنات کی سب سے بڑی سچائی کہ خدا صرف ایک ہے کی صدائے بازگشت نے پورے جزیرہ عرب میں گھن گرج پیدا کر دی!

حقیقت بے نقاب ہوگئی!

کشت ویران میں صالح زندگی کی انقلاب آفریں تمدن اور آئین جہاں داری کا بیج ڈال دیا گیا!

اس،، مبارک آواز ٔحق،، سے انسان تڑپ تو گیا، مگر لپک کر صدا لگانے والے پر فدا ہو جانے کی سعادت کم ہی لوگوں کے حصہ میں آئی، جن سعید روحوں کا نصیبا جاگا، انہوں نے بڑھ کر صدا لگانے والے کا دست حق پرست تھام لیا، اس کے پیغام اور خود پیغامبر کو نگاہوں میں بسا لیا۔ دل کی دھڑکنوں میں سمو لیا ۔۔۔۔ پھر تو ان کی زندگی رحمتوں کے آغوش میں آ گئی، خوشبوئے صدق وصفا میں بس گئی۔ نور حق میں نہا گئی اور پائندہ ہو گئی!

،،لا الہ الا اللہ،، انسان کی حقیقی غایت کا اصلی سرچشمہ ہے، اور تحریک اسلامی کا سلوگن بھی، جب اس سلوگن کی پاٹ دار آواز جامد دلوں اور فاسد عقلوں پر پڑی تو کھلبلی مچ گئی، پھر تو وہ لرزاں وترساں بھی ہوئے اور نالاں وگریزاں بھی! ۔ باقی آئندہ ۔

حکایات وواقعات: سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ

احمد عدیل غزالی

سید کا احترام

حضرت جنید بغدادی فنون سپہ گری میں یکتائے زمانہ اور پہلوانی میں بے مثال تھے، ایک بار ایک شخص آیا اور بادشاہ سے کہا: میں شاہی پہلوان (جنید) سے لڑوں گا، باشاہ نے کہا کہ ہمارا پہلوان بڑا زبردست ہے اور تم دبلے پتلے، بھلا اس سے کیا لڑو گے؟ مگر وہ نہ مانا، خیر دنگل ہوا، جب حضرت جنید تال ٹھونک کر اکھاڑے میں اترے اور سلامی ہوئی تو اس شخص نے چپکے سے ان کے کان میں کہدیا!!

"میں سید ہوں آگے آپ کو اختیار ہے"

حضرت جنید لڑتے لڑتے گر پڑے، ہر طرف تالیاں، بادشاہ نے نہ مانا اور دوبارہ کشتی ہوئی، پھر پچھڑ گئے، تیسری بار کشتی ہوئی تو اس میں حضرت جنید چاروں خانہ چت ہو گئے، اس شخص کو بادشاہ نے انعام دے کر رخصت کیا، اور حضرت جنید کو تنہائی میں بلا کر پوچھا، سچ کہو کیا بات تھی؟

حضرت جنید نے صورتحال بیان کر دی، بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا کہ مجمع عام میں اپنی ذلت کو گوارا کر کے سید کی لاج رکھی، اسی رات حضرت جنید سید الکائنات حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، آپ نے شاباشی دیتے ہوئے فرمایا: تو نے ہماری اولاد کے ساتھ حسن سلوک کیا تو ہم بھی تمہیں اس کا اچھا صلہ دیں گے۔

صبح ہوئی تو شاہی ملازمت سے استعفا دیدیا اور فقراء کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، بالاخر اپنے ماموں سرسقطیؒ سے بیعت ہوئے۔

ابھی یہ بچہ ہے

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادیؒ کو بادشاہ وقت نے کسی مسئلہ کی تحقیق کیلئے طلب کیا، ان کے ہمراہ حضرت شبلیؒ بھی تھے بادشاہ نے حضرت جنید سے سخت کلامی کی ، چونکہ حضرت شبلیؒ اس وقت جوان تھے اور نئی فقیری کا جوش تھا، غصہ آ گیا، قالین پر بنے ہوئے شیر کو تھپکی دی، وہ سچ مچ شیر بن کر ابھرنے لگا، حضرت جنیدؒ نے توجہ ڈالی تو اصلی حالت میں لوٹ گیا، بادشاہ نے پھر گستاخی کی تو حضرت شبلیؒ پھر تھپکی دی، اسی طرح تین بار ہوا آخر دفعہ میں بادشاہ نے شیر کو اٹھتے ہوئے دیکھ لیا ، ڈر کے مارے بدحواس ہو گیا، فوراً تخت سے اتر کر حضرت جنیدؒ کے قدموں میں گر پڑا۔

حضرت جنیدؒ نے فرمایا آپ اس لڑکے کی بات کو ذہن سے نکال دیں یہ ابھی بچہ ہے، آپ کو جو سمجھ میں آیا، آپ نے وہ کیا اور ہمیں جو لازم ہے وہ ہم نے کیا: کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور امیر وقت کی۔ الغرض بادشاہ نے اپنا قصور معاف کرایا اور عزت و اکرام سے رخصت کیا۔

حضرت شبلیؒ کی وجہ تسمیہ یہ کہ "شبلی" کے معنیٰ ہیں شیر کا بچہ، جب سے یہ واقعہ پیش آیا، اس وقت سے ان کا لقب "شبلی" شیر والا ہو گیا، ورنہ ان کا اصلی نام تو ابوبکر تھا ، آپ حضرت جنیدؒ کے مرید بھی ہیں اور ہمشیرہ زاد بھائی بھی۔

جا جنید کی یہی کرامت ہے

شیخ ابوبکر واسطی جو ایک زبردست عالم تھے وہ حضرت جنیدؒ کی خدمت میں پہنچے، سال بھر کے بعد واپسی کی اجازت چاہی، حضرت جنیدؒ نے فرمایا: یہ کیا نہ آپ نے آنے کی غرض بتائی اور نہ ہم نے کچھ اپنی سنائی اور آپ جانے بھی لگے؟ تو انہوں نے کہا حضرت! میں بیعت کے ارادے سے حاضر ہوا تھا مگر پورے ایک سال میں آپ کو کوئی کرامت نہیں دیکھی، بس نماز روزہ وتہجد واشراق اور درس وتدریس، بس وہی عالموں کا سارا رنگ وڈھنگ آپ میں تو کوئی فوقیت وامتیاز نظر نہ آیا، تو چاروناچار واپسی کی اجازت چاہی، حضرت جنید کو جلال آگیا اور فرمایا: آپ نے سال بھر میں جنید سے کوئی کام سنت رسول ﷺ کے خلاف سرزد ہوتے دیکھا؟

ابوبکر نے کہا نہیں، تو بڑے جوش کے ساتھ اپنا ہاتھ جھٹکتے ہوئے فرمایا: جا جنید کی یہی کرامت ہے۔

کیا چوٹ وتاثیر تھی اس جملے میں کہ شیخ ابوبکر دیوانہ وار جنگل کی طرف نکل کھڑے ہوئے، اور چھ ماہ بعد واپس ہوئے تو حضرت جنیدؒ نے پھر وہی بات پوچھی کیا آپ نے جنید سے اس پورے سال میں کوئی امر خلاف سنت رسول ﷺ دیکھا؟ انہوں نے کہا نہیں، پھر آپ نے ہاتھ جھٹکتے ہوئے فرمایا: جا جنید کی یہی کرامت ہے، پھر وہ بیخود ہو کر بیابان کی طرف دیوانہ وار چلتے بنے اور تیسری بار جب چھ ماہ بعد واپسی ہوئی تو پھر وہی ارشاد فرمایا، اس مرتبہ شیخ ابوبکر نے کہا: حضرت! میں آپ میں کوئی چیز سنت رسول ﷺ کے خلاف نہیں پاتا، یہ کہنا تھا کہ حضرت جنیدؒ انہیں سینے سے لگا لیا اور خرقۂ خلافت عطا کر کے رخصت کیا۔

ذیشان نصر بھائی کے ساتھ چند لمحات

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ؟

27 مئی 2013 کی بات ہے۔ ہم نے ذیشان نصر بھائی کو کال کی۔ باتوں ہی باتوں میں۔ ذیشان بھائی نے اپنے ہاں آنے کا اصرار کیا۔ میں نے معذرت کی، کہ میں نے ایک پروگرام میں شرکت کرنی ہے۔ لیکن ذیشان بھائی نہ مانے۔ آخر ہمیں ذیشان بھائی کے اصرار کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ میں نے آپ کی طرف ہی آنا ہے۔ پروگرام فائنل کر کے بتادوں گا۔ دوسرے دن میں نے محمد شعیب نواز بھائی جو میرے کزن ہیں۔ ان سے مشورہ طلب کیا۔ کیونکہ انہی کے ساتھ کسی پروگرام میں شرکت کرنی تھی۔ اور انہوں نے مجھ سے پوچھ کر ٹائم عنایت کیا تھا۔ لیکن وہاں بات نہ بن سکی۔ پھر میں نے اپنے مدرسہ کے درجہ حفظ کے استاد جناب قاری محمد عبدالسلام صاحب سے بات کی۔ کیونکہ وہ ہمارے ساتھ جانے والے تھے۔ ایک طرف ذیشان بھائی کا اصرار۔ دوسری طرف کوئی ٹائمنگ سیٹ نہیں ہورہی تھی۔ انتہائی سوچ بچار کے بعد، ہم نے ذیشان بھائی کو کال کھڑکائی۔ اور کہا: جناب عالی 30 مئی 2013 بروز جمعرات صبح 12:00 بجے کا ٹائم فارغ ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔ خیر اجازت مل گئی۔ جمعرات کو صبح نماز فجر کے بعد میں اپنے کمرے میں مطالعہ میں مصروف تھا۔ یکدم موبائل کی گھنٹی بجی تو دیکھا۔ شعیب بھائی کی کال ہے۔ سلام دعا کے بعد شعیب بھائی نے کہا: جناب ذیشان بھائی کے ہاں جانے کا ارداہ ہے کہ نہیں۔ میں نے کہا شکر ہے تم نے یاد دلا دیا۔ ورنہ میں بھول چکا تھا۔ خیر میں نے جلدی سے تیاری کی۔ اور سٹاپ پر پہنچ کر گاڑی کا انتظار کرنے لگے۔ اللہ اللہ کر کے گاڑی ملی۔ اس کے بعد ہم میٹرو بس کی طرف چل پڑے۔ نیچے بیسمنٹ سے ٹکٹ اور ٹوکن خریدا۔ اور اوپر سٹیشن کی طرف چل پڑے۔ وہاں مشین میں ٹوکن دکھایا۔ اور گیٹ پر پہنچ کر بس کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک ہم نے ٹائم دیکھا۔ تو تقریباً 12:30 ہو چکے تھے۔ تو ہم پریشان ہو گئے۔ کیونکہ گجومتہ کی طرف جو بس جارہی تھی وہ یکے بعد دیگرے آرہیں تھیں۔ لیکن جو بس ذیشان بھائی کے پاس جانا تھی۔ وہ نہیں آرہی تھی۔ اسی دوران ذیشان بھائی کی کال موصول ہوئی۔ کہا میں انتظار میں بیٹھا ہوں۔ عرض کیا ہم میٹرو بس کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ اللہ اللہ کر کے بس وارد ہوئی۔ لیکن کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ اس کے بعد اللہ کا شکر ہے۔ ایک ابھی سٹیشن پر رکتی ہی نہ دوسری آدھمکتی۔ خیر تھکے مارمور کر بس میں سوار ہو گئے۔ اور سول سیکرٹریٹ اتر کر مال روڈ کی طرف چل پڑے۔ راستہ میں ہمیں کوئی وین نہ ملی کافی انتظار کے بعد ہم پیدل روانہ ہوئے۔ تقریباً 20 سے 25 منٹ پیدل چلنے کے بعد ہم ذیشان بھائی کے پاس پہنچ گئے۔ ذیشان بھائی کو کال کی۔ وہ باہر آئے بڑے گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا جناب ہم نے نماز ظہر ادا کرنی ہے۔ ساتھ کی مسجد میں داخل ہوئے۔ وضو کیا، اور مسجد کی ہال کی طرف بڑھ گئے۔ وہیں ذیشان بھائی نے بتایا اسی مسجد میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے نمازیں ادا کی ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اس کے بعد ہم نے قاری عبدالسلام صاحب کی امامت میں نماز ظہر ادا کی۔ اس کے بعد ہم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور میں داخل ہوئے۔ ذیشان بھائی کے والد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد ذیشان بھائی نے ہمیں سکنجبین کا شربت پلایا۔ جو شاید انہوں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔ ذیشان بھائی سارا شربت ہمیں

پلانے میں مصروف تھے ۔لیکن ہم بھی بڑے چالاک تھے ۔ہم نے بھی ذیشان بھائی کو سکنجبین پلا کے چھوڑی ۔کیونکہ وہ ساری سکنجبین مجھے ہی پلانے پر تلے ہوئے تھے ۔اس کے بعد ذیشان بھائی نے کچھ کتب اور اکابرین کے اشعار کی زیارت کرائی ۔جن کو ذیشان بھائی اور ان کے والد محترم نے ڈیزائن کیا تھا۔اس کے بعد ذیشان بھائی کے والد صاحب سے خوب باتیں ہوئیں ۔بڑے مزاحیہ انسان ہیں ۔ان سے مل کر بڑا اچھا لگا۔اس کے بعد ذیشان بھائی ہمیں اپنے کمرے میں لے گئے ۔جہاں کھل کر باتیں ہوئیں ۔اس کے بعد میں نے ذیشان بھائی سے اجازت چاہی ۔کہنے لگے بس اتنی سی ملاقات ۔میں کہا۔جناب ہم نے تو یہی سوچا تھا ۔یہاں آخر خوب گپ شپ لگائیں گے ۔اور حضرت ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب خلیفہ مجاز حضرت حکیم شاہ محمد اختر صاحب کی زیارت کریں گے ۔لیکن آپ بتا رہے ہیں حضرت کراچی جا چکے ہیں ۔اور ہم نے دو مزید پروگراموں میں شرکت کرنی ہے ۔یہاں پر ذیشان بھائی نے کھانے کی پیشکش کی ۔لیکن ہم نے معذرت کی ۔اور پھر آنے کا وعدہ کر کے اجازت چاہی ۔نیچے آخر ذیشان بھائی کے والد و دیگر کو سلام کیا۔اسی دوران ذیشان بھائی نے ہمیں کچھ پمفلٹ اور کتب ہدیہ پیش کیں ۔ہم نے قبول کیا۔اور ذیشان بھائی سے کہا۔اب ہم نے چڑیا گھر کی سیر کرنی ہے آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں ۔کچھ دیر بعد ہم چڑیا گھر میں داخل ہوئے ۔خوب گھومے پھرے ۔فوٹوز اتاریں ۔یہاں ایک بات ضرور کہوں گا۔ذیشان بھائی کو اتنا معلوم تھا کون سا جانور کہاں ہے اور کون سا کہاں ۔تو میں نے ذیشان بھائی سے کہا۔ہم بچپن سے یہاں آرہے ہیں لیکن مجھے آج تک اتنا نہیں پتہ لگا کہ کون سا جانور کہاں ہے اور کون سا کہاں ۔لیکن آپ تو ہر ایک چیز کے بارے میں جانتے ہیں ۔آپ یہاں کتنی بار آئے ہیں ۔جواب ملا آج تیسری یا چوتھی بار آیا ہوں ۔ہم حیران رہ گئے ۔اس کے بعد ذیشان بھائی نے ہمیں ایک گائیڈ کی طرح چڑیا گھر کا دورہ کرانا شروع کیا۔سب سے پہلے ہمیں ذیشان بھائی نے ایک مرغ دکھایا۔اور کہا۔اس سے خوبصورت جانور آپ کو پورے چڑیا گھر میں نہیں ملے گا۔

باب الفتاویٰ (فتاویٰ مدرسہ ریاض العلوم جونپور)

عامر محمد

”ظہورِ مہدی

سوال:۔(١٠) زید اپنی تقریر میں کہتا ہے کہ حضرت مہدی ضرور ظہور فرمائیں گے، یہ مسئلہ عقیدہ کا ہے اور ہمیں ان کے ظہور کے لیے ہر وقت دعا کرنی چاہیے اور ہمہ وقت ان کی نصرت کے لیے تیار رہنا چاہیے، انھوں نے بتایا کہ امام مہدی کے متعلق بے شمار حدیثیں اور قرآن میں آیات موجود ہیں، کیا ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مسلمان اور طبقۂ اہلِ سنت والجماعت میں سے ہوسکتا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:۔حامداومصلیاومسلما! حضرت امام مہدی کا پیدا ہوکر ظاہر ہونا یہ قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے ہے، جب اللہ رب العزت کو منظور ہوگا تب ظاہر ہوں گے، میرے اپنے علم کے مطابق ان کے متعلق قرآن میں تو کوئی آیت موجود نہیں، البتہ بہت سی روایات میں ان کے متعلق پیشین گوئیاں موجود ہیں، ایک روایت میں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد میں سے ہوں گے روشن وکشادہ پیشانی اوراونچی ناک والے اور وہ روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح کہ وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی (١) ابواسحاقؒ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاجزادے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر کہا: میرا یہ بیٹا جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سردار ہے، عنقریب اس کی پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا وہ باطنی سیرت یعنی اخلاق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوگا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔(دیکھئے باب اشراط الساعۃ، مشکوۃ شریف) اسی لیے علماء اہل سنت کے نزدیک مہدی کے خروج کی تصدیق واجب ہے۔

تواترت الأحاديث فيخروج المهدي وأفردها بعض العلماء بالتاليف، ملخصها أنه من أهل البيت وأنه يملك الأرض ويملأها بالعدل بعد ما امتلئت بالجور وأنه يلاقی عيسیٰ عليه السلام وبالجماعة فالتصديق بخروجه واجب -(١) امام مہدی کے بارے میں ایک عقیدہ شیعہ امامیہ کا ہے کہ وہ حضرت حسن عسکری کے یہاں پیدا ہوئے پھر دشمنوں کے خوف سے ۲۰۵ھ یا ۲۰۶ھ میں ایک غار میں پوشیدہ ہوگئے اس غار کا نام ”سرّ من رآی،، ہے، شیعہ ہر سال ایک مقررہ تاریخ میں اس غار کے دروازے پر جمع ہوکر ان کے خروج کا انتظار کرتے ہیں ان کو اپنا بارہواں اور آخری امام مانتے ہیں جب تک وہ پوشیدہ ہیں اس وقت تک وہ اپنے مجتہدین کو ان کا نائب تسلیم کرتے ہیں یہ عقیدہ شرعاً لغو و باطل ہے ثم ابنه محمد القاسم المنتظر المهدی وقد اختفی فی السرداب خوفاً من أعداۂ وسيظهر فيملأ الدنيا قسطا وعدلا كما ملئت قبل جوراً وظلماً ، ثم دفع الشارح مذهبهم بقوله وأنت خبير بأن اختفاء الإمام وعدمه سواء الخ (النبراس : ۳۱۴) ۔ والله أعلم بالصواب

کتبہ: محمد عثمان عفی عنہ ۲۴/۱۱/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: عبداللہ غفرلہٗ ۲۴/۱۱/۱۴۲۸ھ

حضرتِ مہدی کو ''علیہ السلام'' کہنا

سوال:۔(۱۱) مہدئ موعود کو علیہ السلام کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔صلوٰۃ وسلام إصالۃً انبیاء اور فرشتوں کے ساتھ خاص ہے، اوروں کے لئے منع ہے اِلا تبعاً۔(۲) واللہ أعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد حنیف غفرلہٗ

الجواب صحیح: العبد حبیب اللہ بستوی

الجواب صحیح: عبداللہ غفرلہٗ

''عمر بن خطاب'' جیسے ناموں کے ساتھ ''رضی اللہ عنہما'' کہنا چاہیے یا ''رضی اللہ عنہ''؟

سوال:۔(۱۲) جمعہ کے خطبۂ ثانیہ میں جو یہ اسماء آتے ہیں؛ مثلاً: عمر بن الخطاب، وعثمان بن عفان، وعلی بن ابی طالب وغیرہم، تو وہاں ''رضی اللہ عنہ'' کہنا چاہیے یا ''رضی اللہ عنہما''؟۔

الجواب:۔رضی اللہ عنہ جس کے لیے کہا جاتا ہے اس کے حق میں دعاء ہوتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائیں اور یہ اسی کے لئے درست ہے جو مسلمان ہو، ایمان لایا ہو، اور جن کا ایمان لانا ہی ثابت نہ ہو ان کے لیے اس کے جواز کی کیا صورت ہوگی پس ''رضی اللہ عنہ'' ہی لگانا چاہیے، رضی اللہ عنہما کہنا منع ہے۔(۱) واللہ أعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد حنیف غفرلہٗ خادم مدرسہ ریاض العلوم گورینی

الجواب صحیح: حبیب اللہ بستوی

الجواب صحیح: عبداللہ غفرلہ ۱۷/ ۲/ ۱۴۰۹ھ

غیر صحابہ کے لیے ''رضی اللہ عنہ'' کا استعمال

سوال:۔(۱۳) لفظ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے علاوہ ائمہ کرام امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے لیے بولنا یا لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

تبلیغی نصاب میں جو حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی مصنفہ ومؤلفہ کتاب ہے اس میں بعض جگہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ لکھا ہوا ہے، اب بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں تو اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب:۔حامداو مصلیا و مسلما: فی الدر: ''ویستحب الترضي للصحابۃ الی قولہ والترحم للتابعین ومن بعد ہم من العلماء والعبّاد وسائر الاخیار وکذا یجوز عکسہٗ أي الترحم للصحابۃ والترضي للتابعین ومن بعدہم علی الراجح ذکرہ الکرماني وقال الزیلعی الاولیٰ أن یدعو للصحابۃ بالترضي وللتابعین بالرحمۃ ولمن بعدہم بالمغفرۃ والتجاوز۔''(۱)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بہتر یہ ہے کہ صحابہ کے لیے رضی اللہ عنہ کہا جائے اور صحابہ کرام کے علاوہ ائمہ عظام علماء واولیاء کرام کے لیے رحمۃ اللہ علیہ کہا جائے، لیکن اس کے برعکس بھی جائز ہے، یعنی صحابہ کرام کے حق میں رحمۃ اللہ علیہ اور تابعین وعلماء وغیرہم کے لیے رضی اللہ عنہ، لیکن عادت بنانا مناسب نہیں۔ واللہ أعلم بالصواب

کتبہ: عبداللہ غفرلہ ۱۷/۳/۱۴۰۷ھ
الجواب صحیح: بندہ محمد حنیف غفرلہ

رجب کے کونڈوں کی بدعت

بنت حوّا

دین میں بدعت ایک ایسا کام ہے۔جو دین کا حلیہ بگاڑ دیتا ہے اور وہ دین جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے پیش کیا اس میں اضافہ کر دیتا ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں دین اسلام مکمل ہوگیا اور اسمیں کسی قسم کی کمی نہیں رہ گئی حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکمیل دین کی خوش خبری سنائی

چنانچہ ارشاد فرمایا۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ)

"آج میں نے دین اسلام کو تمہارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت قرآن پاک کی بھی تکمیل کر دی اور اسلام کو بطور دین تمہارے لیے پسند فرمایا۔"

جب شریعت کے محل کی تکمیل ہوگئی اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ بھی باقی نہیں رہی تو پھر جو شخص اس میں اپنی طرف سے اینٹ لگانے کی کوشش کرے گا۔تو وہ بہت بڑا مجرم ہوگا۔گویا کہ اس کے نزدیک وہ دین جو اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھلایا اور حکم دیا کہ اپنی امت کو اس کی تبلیغ کرے نامکمل ہے اور اس کی تکمیل کرنا چاہتا ہے اس طریقے سے وہ ایسا کام کرنا چاہتا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اس صورت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام آتا ہے کہ آپ نے شریعت کو نامکمل چھوڑ دیا یا پھر شریعت کے بعض احکام جن کا آپ کو علم تھا قصداً لوگوں تک نہیں پہنچائے (نعوذ باللہ من ذالک) حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔اللہ تعالیٰ نے مکمل شریعت نازل کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل شریعت لوگوں تک پہنچا دی۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔الاھل بلغت۔لوگو! کیا میں نے تم کو اللہ کے احکام پہنچا دیئے سب نے کہا ہاں۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر خطبہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے:"شر الامور محدثاتھا" سب سے برا کام دین میں نئے امور جاری کرنا ہے ایک موقعہ پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا، ایاکم ومحدثات الامور دین میں نئے کام ایجاد کرنے سے بچو.... تو گویا کہ بدعت بہت برا کام ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی کا موجب بنتا ہے اور بدعتی کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں لیکن ہماری بدقسمتی کہ ہمارے ملک میں جس قدر بدعات اور رسومات کو فروغ حاصل ہے۔اتنا شاید ہی کسی دوسرے ملک میں ہو۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں ہر سال صرف دو تہوار عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ مناتے ہیں لیکن آج شکم کے پجاریوں نے خدا جانے کتنے تہوار بنا رکھے ہیں بڑے پیر کی گیارہویں تو ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو کھیر پکا کر ضرور کرتے ہیں اس کے علاوہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ اسلام میں نئی عید ایجاد کر کے اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی مول لیتے ہیں عوام کالانعام کو کیا علم ہوتا ہے وہ تو علما سو اور پیٹ پرست مولویوں کے کہنے پر سب کچھ کرتے ہیں۔

اسی طرح ہمارے ملک میں ایک بدعت حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کے کونڈوں کی بھی جاری ہے جو 22 رجب کو کی جاتی ہے گیارہویں کی طرح یہ بھی علماء سو کے لیے شکم پروری کا بہانہ ہے۔اس موقعہ پر خوب حلوہ پوڑی کھاتے ہیں۔کونڈے بھرنے والوں کو جب سمجھایا جاتا ہے کہ یہ کام بدعت اور ناجائز

ہے تو وہ ایک بے بنیاد اور من گھڑت داستان جو لوگوں سے سنی سنائی ہوتی ہے بیان کرتے ہیں جس کا کوئی ثبوت ہے نہ سند۔

یہ داستان منشی جمیل احمد کا منظوم کلام ہے اس میں ایک لکڑ ہارے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جو مدینہ میں تنگدستی کی زندگی بسر کرتا تھا اور کے بیوی بچے اکثر فاقے کرتے تھے وہ بارہ سال تک در در دھکے کھاتا رہا لیکن فقر و فاقہ اور تنگدستی کی زندگی ہی گزارتا رہا.... یہ لکڑ ہارا ایک دن وزیر کے محل کے پاس سے گزرا اس کی بیوی مدینہ میں وزیر کی نوکری کرتی تھی وہ ایک دن جھاڑو دے رہی تھی کہ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے گزرے وہ وزیر کے محل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے ساتھیوں سے پوچھتے ہیں؟ آج کونسی تاریخ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آج رجب کی بائیس 22 تاریخ ہے امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا اگر کسی حاجت مند کی حاجت پوری نہ ہوتی ہو یا کسی مشکل میں پھنسا ہو اور مشکل کشائی کی کوئی سبیل نظر نہ آتی ہو تو اس کو چاہیے کہ بازار سے نئے کونڈے لائے اور ان میں حلوہ اور پوڑیاں بھر کر میرے نام کی فاتحہ پڑھے پھر میرے وسیلے سے دعا مانگے اگر اس کی حاجت روائی اور مشکل کشائی نہیں ہوتی تو وہ قیامت کے روز میرا دامن پکڑ سکتا ہے۔

یہ ایک بالکل من گھڑت قصہ ہے۔ جو شکم کے پجاریوں اور علماء سوء نے اپنے کھانے کا بہانہ بنا رکھا ہے اس کی کوئی سند اور ثبوت نہیں اور کسی مستند کتاب میں بھی اس کا ذکر نہیں اس کے جھوٹے اور غلط ہونے پر کئی دلائل ہیں۔ مدینہ طیبہ میں کبھی بادشاہ ہوا ہے نہ وزیر۔

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی پیدائش 22 رجب کو نہیں ہوئی بلکہ ایک روایت کے مطابق 8 رمضان المبارک 80ھ میں ہوئی دوسری روایت کے مطابق 17 ربیع الاول 83ھ کو ہوئی۔ ان کی وفات 15 شوال 148ھ کو ہوئی۔ ان کی زندگی کے تقریباً 52 سال بنو امیہ کے دور میں گزرے اور ان کا دار الخلافہ بغداد تھا لوگ مدینہ منورہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں بنا بریں یہ واقعہ بالکل من گھڑت اور جھوٹا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ 22 رجب حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی پیدائش کا دن ہے نہ وفات کا بس یونہی لوگوں نے ان کی طرف منسوب کر دیا تاریخ حوالہ جات کے مطابق اس دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اہل تشیع نے اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یہ دن خوشی سے منایا تھا بعد ازاں انہوں نے حضرت جعفر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا کہ یہ ان کی پیدائش کا دن ہے پس ان کی اس رسم کو آہستہ آہستہ اہلسنت کا عقیدہ رکھنے والوں نے اپنا لیا۔

بہر حال یہ قصہ بالکل بے بنیاد اور غلط ہے اس کا سر ہے نہ پاؤں پیٹ پرست اور شکم پروری کرنے والے علماء نے اسے خوب رواج دیا حتیٰ کہ لوگوں نے اسے دین کا اہم جزو تصور کیا اور رزق کی کشائش اور فقر و تنگدستی دور کرنے کا بہترین نسخہ تصور کیا۔ چنانچہ اکثر تنگدست لوگ اپنی تنگدستی اور فقر و فاقہ سے نجات حاصل کرنے کے لیے رجب کے کونڈے کرتے ہیں۔ اگر بالفرض ہم یہ بات درست مان لیں کہ اسی دن امام جعفر رحمہ اللہ پیدا ہوئے تو پھر بھی یہ کام ناجائز اور شرک کے زمرہ میں آتا ہے کیونکہ مشکل کشاء اور حاجت روا اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ۔ بنا بریں ان کا وسیلہ بھی جائز نہیں مکہ کے مشرک بتوں کو خدا نہیں مانتے تھے بلکہ وہ کہتے تھے کہ یہ ہمارے سفارش کنندہ ہیں۔ ہم ان کو خدا تصور نہیں کرتے ہم تو صرف ان کے وسیلہ سے اللہ سے مانگتے ہیں جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہولآء شفعآونا عند اللہ (یونس: 18)

"یہ (مشرکین عرب) اللہ کے سوا ایسے لوگوں کی عبادت کرتے ہیں جن کو ان کے نفع و نقصان کا کوئی اختیار نہیں وہ اس بات کا خود اعتراف کرتے ہیں کہ ہم

ان کو خدا نہیں سمجھتے تمام امور کا کرنے والا اللہ ہی ہے لیکن یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔"

قرآن مجید میں بڑی وضاحت سے یہ بات بیان کی گئی ہے کہ مشرکین مکہ کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تمام کائنات کا خالق اور پروردگار ہے وہ سمجھتے تھے کہ اللہ وہ واحد ہستی ہے۔جس کے ہاتھ میں تمام کائنات کی تدبیر اور تصرف ہے اس کے باوجود قرآن پاک ان کو مشرف کہہ رہا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اللہ کو اپنا خالق و رازق اور مالک تسلیم کرتے ہیں تو ان کو مشرک کیوں کہا گیا؟ یہی وہ نکتہ ہے جس پر غور کرنے سے شرک کی حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ مشرکین عرب نے اللہ کے ماسوا جن ہستیوں کو معبود اور دیوتا بنایا ہوا تھا وہ ان کو اللہ کی مخلوق اور اس کے بندے ہی تسلیم کرتے تھے لیکن اس کے ساتھ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے ہم جو کچھ مانگتے ہیں اللہ سے ہی مانگتے ہیں لیکن ان کے وسیلہ سے مانگتے ہیں ہم ان کی پوجا پاٹ نہیں کرتے اور نہ ہم ان کو خدائی اختیارات کے حامل تصور کرتے ہیں بلکہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔

الغرض رجب کے کونڈوں کا کوئی ثواب نہیں بلکہ یہ بدعت اور شرک کے زمرہ میں آتے ہیں کونڈوں کا قصہ جو امام جعفر کی طرف منسوب ہے بالکل غلط ہے اس میں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی توہین ہے کہ آپ نے لوگوں کو اس نیکی کے کام سے آگاہ نہیں کیا۔امام جعفر صادق رحمہ اللہ خالق توحید کے داعی تھے۔وہ ایسی بات جس میں شرک کی بوآئے یا بدعات کے زمرہ میں شمار ہو بھلا کب لوگوں کو کہہ سکتے ہیں۔

میرے بھائیو! اس قبیح رسم اور بدعت سے باز آجاؤ کونڈوں کا حلوہ پوڑی مت کھاؤ اپنے لیے حلال کی روزی تلاش کرو اور صرف اللہ کے نام پر صدقہ خیرات دو غیر اللہ کے نام پر صدقہ خیرات دے کر اپنی نیکی مت ضائع کرو۔کتاب وسنت کے مطابق نذرونیاز دو تا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر راضی ہو جائیں۔جب ان کی رضا حاصل ہوگئی تو پھر کسی ولی بزرگ اور امام کے وسیلہ اور رضا کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو کتاب وسنت پر عمل کرنے اور بدعات سے بچنے کی توفیق دے۔

اعلان

الحاد وگمراہی کا سیلاب ظلمت شب کی طرح سارے عالم اسلام کو نگلنے کو تیار ہے۔فیس بک اور دوسری سائٹس کے ذریعہ تعمیر کے بجائے تخریبی پہلوؤں پر گرما گرم بحث پر زور دیا جارہا ہے ایسے میں ہمارے نوجوانوں کا ذہن الجھنا لازمی ہے علماء امت کی ذمہ داری اور فرض منصبی تھا کہ اس کا تدارک کرتے اور منہ توڑ جواب دیتے۔افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ہمارے بعض اکابر ابھی اس بحث میں الجھے ہوئے ہیں نٹ کا استعمال جائز ہے یا ناجائز۔

جبکہ ہونا یہ تھا کہ سوشل اور تیز رفتار میڈیا کے ذریعہ اس فتنہ کا سد باب کرتے اور کفر وضلالت کا جواب اس کے انداز میں دیتے۔

الغزالی ہندوستان کا پہلا اردو اسلامی فورم ہے جو بڑی حد تک نہیں تو ایک حد تک خصوصا علماء ہند کو جوڑنے کی کوشش کررہا ہے۔خدا کرے ہماری کاوش عنداللہ مقبول ہوں

الغزالی کے زیر اہتمام نکلنے والا برقی جریدہ" افکار قاسمی" علماء دیوبند کے افکار وخیالات کی ترجمان ہے اگرچہ ہمارے پاس افرادی قوت کی کمی ہے۔پھر بھی رضا خداوندی کی خوشنودی کے حصول کے جذبہ کے تحت افکار قاسمی ٹیم کوشاں ہے۔اگلا شمارہ انشاء اللہ رمضان کریم نمبر نکلے گا۔آپ سے التماس ہے اپنے مضامین ہمیں ارسال فرما کر اس کار خیر میں حصہ لیں۔ والسلام